حفاظت حدیث کا اہتمام

اسباب و دواعی

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (القرآن الحکیم)

بعض لوگ جو علم اور تاریخ سے پوری واقفیت نہیں رکھتے۔ جب دیکھتے ہیں کہ حدیث کی مشہور کتابیں جو صحاح ستہ سے موسوم ہیں، ان سے پہلی کتاب موطا امام مالکؒ دوسری صدی ہجری میں لکھی گئی، اور باقی (صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن نسائی، سنن ابی داؤد، جامع ترمذی) تیسری صدی ہجری میں تصنیف ہوئیں، اس سے وہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ حدیث کے لکھنے کا رواج دوسری یا تیسری صدی ہجری میں ہوا ہے جامعین حدیث نے سنی سنائی باتوں کو جمع کر دیا ہے!"

مگر یہ بات صحیح نہیں اور حقیقت حدیث پاک کے لکھنے کا رواج عہد نبوی ہی میں ہو چکا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قولاً و فعلاً اس میں حصہ لیا ہے اسکے ثبوت میں اتنا ذخیرہ اب منظر عام پر آگیا ہے جس کو دیکھتے ہوئے اس کے متواتر ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہتا اسکے بعد عہد صحابہ میں بھی اسکا خاص اہتمام کیا گیا جس کے نتیجے میں پہلی صدی ہجری میں احادیث کا لکھا ہوا ذخیرہ کافی جمع ہو گیا تھا جسکا اکثر حصہ صحاح ستہ پر مشتمل ہے اور اسی میں وہ بھی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود تحریر کرایا۔ یہ امر بھی ذہن میں رہے کہ پہلی صدی کے مجموعوں کی سندیں بالکل مختصر ہوتی ہیں۔ بعض جگہ ایک ہی واسطہ ہوتا ہے یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور جمع کرنے والے کے درمیان صرف ایک ہی واسطہ ۔ صحابی کا ہوتا ہے۔ مثلاً ہمام بن منبہ کا صحیفہ جو حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کیا گیا ہے۔ اس میں صرف ایک واسطہ ہے یعنی حضرت ابوہریرہؓ ۔ حضرت ابوہریرہؓ کی وفات ۵۸ھ میں ہوئی ہے۔ یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ۴۸ سال بعد۔ اور یہ صحیفہ قطعاً اس سے پہلے کا ہے۔ اور یہ حدیث پاک کا اعجاز اور محدثین کرام کی کرامت ہے کہ اللہ تعالےٰ

نے اپنے ایک بند سے ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب پی ایچ ۔ ڈی لٹ حیدر آباد مقیم پیرس کو توفیق دی کہ وہ س الصحیفۃ الصحیحہ کو شائع کر کے منظر عام پر لے آئیں ۔ اس مجموعے کی سب احادیث مسند امام احمد اور صحیح بخاری و مسلم میں آ چکی ہیں ۔ ان کے دیکھنے سے حدیث کی حفاظت کا یقین کسقدر مستحکم ہو جاتا ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ اس صحیفہ میں احادیث ہیں اس طرح صحیحین وغیرہ میں پائی جاتی ہیں جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ پہلی صدی کے صحیفہ کی احادیث کس طرح تیسری صدی کے مجموعوں میں بعینہ نقل و حمل ہو کر آئی ہیں کہ ان میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں ہوئی ۔!

علاوہ ازیں وہ خط جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کو لکھا تھا ۔ اس کا فوٹو بھی شائع ہو چکا ہے دیکھئے محدثین نے اس خط کے جو الفاظ تیسری صدی میں نقل در نقل کی صورت میں لکھے ہیں بالکل وہی ہیں حالانکہ اس خط کی نقل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں تھی ۔ صرف صحابہ کرام نے وہ خط سنا اور یاد کر لیا ۔ پھر واسطوں کے ذریعے مصنفین صحاح تک پہنچا اور بعینہ محفوظ پہنچا جیسے لکھا گیا تھا ۔ الحاصل حفظ کے ساتھ حدیث کے لکھنے کا رواج عہد نبوی میں ہی شروع ہو گیا تھا ۔ بعدہ عہد خلافت راشدہ میں اسکے بعد تابعین میں بھی اسکا فی الجملہ اہتمام رہا ۔ اگرچہ یہ مجموعہ جات بعد کی کتابوں کی طرح مرتب نہیں تھے ، تبویب و ترتیب کے ساتھ تدوین واقعی دوسری صدی ہجری میں شروع ہوئی اور یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہر فن کا تدریجی ارتقاء ایسے ہی ہوتا ہے ۔

اب ہم ذرا تفصیل سے اس مسئلہ پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں :

یاد رہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مبارک احادیث کے محفوظ رہنے کے متعدد اسباب ہیں ۔

(۱) **عملی صورت دینا** ایک بڑا سبب یہ تھا کہ جو آپ ارشاد فرماتے ، یا کام کرتے تھے ، اس پر عمل درآمد کا سلسلہ ساتھ ہی ساتھ شروع ہو گیا تھا ۔ مثلاً آپ وقت نماز پڑھاتے تھے اور ہر مسلمان بالغ پر جو استطاعت رکھتے ہوں نماز باجماعت ادا کرنا لازمی قرار دے دیا گیا تھا ، حتیٰ کہ سات برس کے بچے کو بھی نماز کا حکم دیا جاتا اور بلوغت کے بعد مرتے دم تک نماز فرض کر دی گئی ۔ اس کا یہ معنیٰ ہوا کہ جو حدیثیں نماز کے متعلق ہیں ، خواہ ان کا تعلق نماز کے اوقات سے ہیں یا دیگر شرائط ، طہارت استقبال قبلہ ، یا اس کے آداب و ارکان سے ، یہ تمام حدیثیں ایسی ہیں جن پر چوبیس گھنٹوں میں پانچ بار عمل ہوتا تھا ، خیال کیا جا سکتا ہے جو کام دن رات میں پانچ مرتبہ ضروری طور پر کرنا پڑے اسکے متعلق جو مسائل احادیث وقتاً فوقتاً بیان کیے جائیں گے ۔ وہ دماغ میں ایسے راسخ ہو جاتے ہیں کہ انکا یاد رکھنا نہیں بلکہ بھولنا مشکل ہو گا ۔ چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ نماز کا لفظ بولنے سے ہر مسلمان کے ذہن میں نماز کی وہی شکل آ جاتی ہے جو متوارث چلی آ رہی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ نماز کے محسوس اجزا میں سے جو لازمی اور ضروری

ہیں۔ مثلاً تکبیر تحریمہ، قیام، رکوع، قومہ، سجود، دو سجدوں کے درمیان جلسہ تشہد، آخری سلام، ان سب میں شیعہ و سنی تک کا اختلاف نہیں صرف ہاتھ باندھنے میں اختلاف ہے، کوئی باندھتا ہے کوئی نہیں، باندھنے والا سنت سمجھتا ہے۔ اسی طرح رفع یدین کا اختلاف ہے۔ کرنے والے اسے سنت سمجھتے ہیں۔ پس نماز میں یہ اتفاق محض اس لیے ہے کہ نماز کے بیان کرنے میں تقریر سے کام نہیں لیا گیا بلکہ روزمرہ کے عمل سے اسے رواج بھی دے دیا گیا ظاہر ہے جو کام دن رات میں پانچ وقت کیا جائے، اس سے متعلق احادیث کیسے بھول سکتی ہیں۔ اس پر اذان اقامت، جمعہ کو بھی قیاس کر لیا جائے۔ پھر یہی حال ان احادیث ہے جن کا تعلق روزوں سے ہے کہ اگرچہ فرض روزے سال میں ایک دفعہ آتے ہیں مگر پورے ایک مہینہ پر حاوی ہوتے ہیں، پھر نفلی روزے ہمیشہ تھوڑے تھوڑے فاصلے سے آتے رہتے ہیں۔ ایسی صورت میں ان کا بھولنا بھی ناممکن ہے ایسا ہی معاملہ حج کا ہے، وہ اگرچہ عمر بھر میں ایک بار فرض ہے۔ مگر حج میں چونکہ لاکھوں آدمی شریک ہوتے ہیں۔ چنانچہ محتاط اندازے کے مطابق ایک لاکھ سے زائد آدمی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع میں شریک تھے۔ اس لیے اس میں احکام کا بھول جانا اور بھول پر برقرار رہنا عادۃً مشکل ہے، خصوصاً مکہ شریف والے تو کم از کم اس کے احکام نہیں بھول سکتے۔

(۲) احادیث آئین حکومت کی بنیاد تھیں

حدیثوں کے یاد رہنے کا دوسرا بڑا سبب یہ تھا کہ ان کو اسلامی حکومت کا آئین بنا لیا گیا تھا کیونکہ اسلام نے عہد نبویؐ کے دور میں ریاست کی شکل اختیار کر لی تھی۔ مثلاً جب زکوٰۃ کے احکام جاری کئے گئے تو وہ ہر سال اڑھائی روپیہ سینکڑہ کے حساب سے ۵۲½ تولے چاندی اور ۷½ تولہ سونا میں سے وصول کیے جانے لگی۔ اسی طرح مواشی۔ گائے، بکری، بھیڑ اونٹ کے بھی خاص نصاب اور ان کی وصولی کی شرح بھی مقرر تھی۔ زرعی پیداوار سے بھی زکوٰۃ وصول کی جاتی تھی سال تجارت کے متعلق بھی ایک دستور تھا حاصل یہ کہ ان چیزوں سے ایک مقررہ مقدار وصول کی ان کے احکام بھی بیان کیے جاتے رہے بلکہ اگر کسی کو یک مشت خزانے مل جاتے تو اس کے متعلق بھی احکام صادر فرمائے گئے۔ یہ واقعہ ہے کہ ان احکام سے متعلق احادیث عملی درآمد کی وجہ سے خوب یاد رہتی تھیں۔ کیونکہ بلاشبہ ہر سال ادا کرنے والی چیز کا یاد رکھنا مشکل نہیں۔

یہی حال نکاح، طلاق، عدت، میراث، قصاص حدود والدین کے حقوق، زوجین کے حقوق، اور اقتصادی امور وغیرہ کا تھا۔ ان تمام امور کو منظم کر کے علماء قضاۃ اور عمال و امراء کے سپرد کر دیا گیا۔ اس بنا پر قانون ہونے کی وجہ سے حکومت کے انتظام سے یہ احکام جاری کر دیئے گئے۔ پس جو چیز

قانون بنا دی گئی ہو اور حکومت کی زیرِ نگرانی اس کا نفاذ بھی کر دیا جائے تو ضروری ہوتا ہے کہ حکومت کے کارندوں کو وہ قانون ضبط کرایا جائے، اور رعایا کو اس سے آگاہ کر دیا جائے۔ چنانچہ مستند تاریخ کہتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان امور کی تعلیم و تبلیغ کے لیے مبلغ بھیجا کرتے تھے۔

(۳) مبلغین حدیثوں کو عملی صورت میں بھی پیش کرتے تھے

تیسرا سبب جس سے حدیثیں ردّ و بدل سے محفوظ رہیں یہ تھا کہ مبلغین صرف تبلیغ پر ہی اکتفا نہیں کرتے تھے۔ بلکہ ان پر عمل کر کے دکھاتے اور ان حدیثوں کو عملی شکل دیکر اسکی طرح اور رسم ڈال دیا کرتے تھے یہ کام بھی سرکاری نگرانی میں ہوتا تھا۔

احادیث کی تصدیق و تحقیق

بسا اوقات وہاں کے لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دوبارہ تحقیق و تصدیق بھی کر لیتے، جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے:-

جاء رجل من اهل البادية فقال اتانا رسولك فاخبرنا انك تزعم ان الله ارسلك قال صدق۔ قال فبالذي خلق السماء وخلق الارض ونصب الجبال وجعل فيها المنافع الله ارسلك قال نعم ... قال زعم رسولك ان علينا خمس صلٰوة وزكوٰة في اموالنا قال صدق قال بالذي ارسلك الله امرك بهذا۔ قال نعم، قال زعم رسولك ان علينا صوم شهر في سنتنا۔ قال صدق قال فبالذي ارسلك الله امرك بهذا قال نعم قال وزعم رسولك ان علينا حج البيت من استطاع اليه سبيلا قال صدق قال فبالذي ارسلك الله امرك بهذا قال نعم

ایک قوم کے رئیس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، کیا آپ کو اللہ تعالیٰ نے سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ فرمایا: ہاں پھر اس نے کہا، آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں جس نے آسمان بنائے، زمین بنائی، پہاڑ کھڑے کیے اور ان میں منافع رکھے کہ کیا واقعی آپ کو اللہ تعالیٰ ہی نے بھیجا ہے؟ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہاں! پھر اس نے کہا، آپ کے مبلغوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ہم پر پانچ وقت نماز اور مال سے زکوٰۃ ادا کرنی فرض ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ بات بھی درست ہے۔ وہ بولا! کہ آپ کو اس خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جس نے آپ کو بھیجا، کیا اللہ نے آپ کو ایسا حکم دے کر بھیجا ہے۔ ارشاد ہوا ہاں!۔ پھر اس نے عرض کیا کہ آپ کے مبلغوں نے کہا ہے کہ سال میں ایک مہینے کے روزے فرض ہیں، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بھی بالکل ٹھیک ہے! اس نے پھر کہا کہ آپ کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ اللہ نے آپ کو ایسا حکم دیا ہے؟ فرمایا۔ ہاں! پھر اس نے

عرض کیا کہ آپؐ کے مبلغوں نے کہا ہے کہ ہم پر بشرطِ استطاعت خانہ کعبہ کا حج فرض ہے! آپ نے فرمایا یہ بھی بالکل ٹھیک ہے۔ پھر اس نے کہا کہ آپؐ کو خدا کی قسم! کیا اللہ نے آپؐ کو یہ حکم دیا ہے؟ فرمایا! نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے، ہاں!"

تصحیح الفاظ

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مبلغین جو احکام لوگوں کو بتلاتے تھے۔ بعض وقت آپ سے اس کی تحقیق و تصدیق بھی کر لی جاتی تھی، پھر جیسے تحقیق و تصدیق کا رواج تھا۔ ایسے کبھی یہ بھی ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے کسی لفظ میں کسی کو شبہ گزرتا تو دوبارہ آپ کو سنا کر اس کی تصحیح کر لیتا، جیسا کہ صحیح بخاری میں وارد ہے کہ:

عن البراء بن عازب قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتیت مضجعك فتوضأ وضوءك للصلوٰۃ ثم اضطجع علی شقك الایمن وقل اللھم اسلمت وجھی الیك وفوضت امری الیك والجأت ظھری الیك رھبۃ ورغبۃ الیك لا ملجأ ولا منجأ منك الا الیك امنت بکتابك الذی انزلت ونبیك الذی ارسلت فان مت مت علی الفطرۃ واجعلھن اٰخر ما تقول فقلت استذکرھن وبرسولك الذی ارسلت قال لا، ونبیك الذی ارسلت۔

آپ نے براء بن عازبؓ کو ایک دعا سکھائی، جو سوتے وقت پڑھی جاتی ہے۔ وہ کہتے ہیں، میں نے وہ دعا آپ کو دوبارہ سنائی تو ایک لفظ (نبیك) کی جگہ میں نے رسولك کہدیا۔ آپ نے فرمایا ایسا نہ کہو۔ بلکہ جو لفظ میں نے کہا ہے۔ یعنی نبیك۔ وہی کہو"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حدیثیں دہرائی جاتی تھیں اور ان الفاظ کا خاص خیال رکھا جاتا تھا۔ پھر اس کے علاوہ یہ بھی معمولی تھا کہ مسائل بیان فرماتے وقت مبلغین کو خاص طور سے فرمادیا جاتا کہ ان کو حفظ کر لو۔

صحیح بخاری میں ہے کہ:

ان وفد عبد القیس لما اتوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ... فقالوا یا رسول اللہ ... فمرنا بامر نخبر بہ من وراءنا و ندخل بہ الجنۃ ... بامرھم باربع .... امرھم بالایمان باللہ ... وشھادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ و اقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ وصیام رمضان وان تعطوا من المغنم الخمس ثم قال احفظوھن واخبروھن من وراءکم

"جب عبد القیس کے لوگ بصورتِ وفد آنحضرت صلی اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان لوگوں نے آپ کی خدمت میں درخواست کی کہ ہم کو ایسی باتیں بتائیں جن پر عمل کرنے سے ہم جنت میں داخل ہو

جائیں اور اپنی قوم کو جا کر ان کی تلقین کریں۔ آپ نے فرمایا میں تم کو چار باتوں کا حکم دیتا ہوں۔ توحید و رسالت کا اقرار، نماز کا قائم کرنا، زکوٰۃ کا ادا کرنا۔ رمضان کے روزے رکھنا اور مالِ غنیمت سے پانچواں حصہ ادا کرنا۔ پھر فرمایا کہ ان مسائل کو اچھی طرح یاد کر لو اور اپنی قوم میں اس کی اشاعت کرو۔ یاد رہے کہ یہ وفد چالیس آدمیوں پر مشتمل تھا۔

تبلیغ کا یہ کام عہد نبوی میں جیسے ہوتا رہا۔ اسی طرح خلفائے راشدین کے زمانے میں بھی اس پر عملدرآمد رہا گیا۔

خلافتِ راشدہ میں حدیث قانونی ماخذ تھی

علاوہ ازیں اس دور میں مسائل معلوم کرنے کے لیے قرآن مجید کے بعد سنت ہی کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ اور سب صحابہ بالاتفاق یہی روش رکھتے تھے۔ چنانچہ میمون بن مہران کہتے ہیں۔

كَانَ ابوبكر اذا ورد عليه الخصم نظر فى كتاب الله فان وجد فيه ما يقضى بينهم قضى به وان لم يكن فى كتاب وعلم من رسول الله صلى الله عليه وسلم فى ذلك الامر سنة قضى به فان اعياه خرج فسأل المسلمين وقال اتانى كذا وكذا فهل علمتم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قضى فى ذلك بقضاء فربما اجتمع النفر كلهم يذكر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فيه قضاء فيقول ابوبكر الحمد لله الذى جعل فينا من يحفظ على نبينا ...... فان اعياه ان يجد فيه سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم جمع رؤس الناس وخيارهم فاستشارهم فاذا اجتمع رأيهم على امر قضى به

جب حضرت ابوبکر صدیق کے پاس کوئی مقدمہ پیش ہوتا تو پہلے کتاب اللہ دیکھتے، اگر اس میں حکم مل جاتا، تو اس کے مطابق فیصلہ کرتے۔ اگر کتاب اللہ میں نہ پاتے تو سنت میں تلاش کرتے۔ اس میں مل جاتا تو اس کے مطابق فیصلہ صادر فرماتے۔ اگر آپ کو حدیث معلوم نہ ہوتی تو صحابہؓ کو جمع کر کے ان سے دریافت کرتے کہ کسی کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث یاد ہو تو بتائے۔ بسا اوقات ایک جماعت کی جماعت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مطلوبہ حدیث بیان کر دیتی۔ صدیق اکبرؓ فرماتے اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہم میں حدیث یاد رکھنے والے پیدا کیے ہیں۔ اگر حدیث نہ ملتی تو آپ سب لوگوں کے مشورے سے فیصلہ کرتے۔"